ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

قرآنی اعتقادی مکالمات آیات نصاریٰ کا تجزیہ: ضرورت واہمیت عصر حاضر کے تناظر میں

Analysis of Qur'anic Theurgical Christian verses dialogues: The need and importance of in the light of contemporary perspective

محمد طارق [☆]

ڈاکٹر ذیشان [☆☆]

Abstract:
There are a lot of Quranic verses which unveils the dialogues about different aspects particular faith and theology bases, which always remain a core topic among believers and Christian communities. Quran reflect and emphasis a crystal-clear notion about such Christian's dialogues and doctrine issues related to faith and theology. Analysis of different verses regarding dialogues hishlight a makeable commentary about such community concept. Creed base verse dialogues pay a special attention to understand and while existing with rest followers. With the passage of time and now in present era for a better social settlement and harmony healthy environment, it is the elemental need to establish relationship with Christians as co-existence. It stands on the basis of humanity which brings us together in spite of our different religious views. On top of that basic human principle, Quran teaches us to build our relationship with others while tolerant others religious point of view on the basis of justice, kind deeds and good behavior towards all people, regardless of their faith.
Keywords: *Quran, sunnah, analysis, dialogues, contemporary, Christian, muslins*

تعارف موضوع

قرآن مجید میں مختلف مذاہب کے پیروکاروں، خاص طور پر نصاریٰ کے ساتھ عقائد اور ایمان کے موضوعات پر مکالمے کی صورت میں متعدد آیات موجود ہیں۔ یہ مکالمات دین اسلام کے اعتقادی نظام کی وضاحت کرتے ہیں اور بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے اہم بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ مکالمہ کا لغوی مطلب "بات چیت" یا "گفتگو" ہے اور قرآن کریم میں یہ اصطلاح دیگر مترادفات، جیسے "حوار"، کے ساتھ استعمال ہوتی ہے۔ عصر حاضر میں مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان پرامن بقائے باہمی اور سماجی ہم آہنگی کے لیے ان مکالمات کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔ ان آیات کا مطالعہ ہمیں انسانی اصولوں کی بنیاد پر ایک ایسے معاشرے کی تعمیر کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے جہاں مذہبی اختلافات کے باوجود انصاف، رواداری اور حسن سلوک کو فروغ دیا جا سکے۔

[☆] PhD Research Scholar, Islamic Studies Department, HITEC University Taxila.
muhammadtariq463@gmail.com

[☆☆] Lecturer, Islamic Studies Department, HITEC University Taxila

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

مقاصد تحقیق:

1. **قرآنی مکالمات کا تجزیہ:**

نصاریٰ کے ساتھ متعلقہ قرآنی آیات میں موجود مکالمات اور ان کے اعتقادی موضوعات کا تحقیقی تجزیہ کرنا۔

2. **عصر حاضر کے تناظر میں اہمیت:**

موجودہ دور میں ان قرآنی مکالمات کی اہمیت اور ان کی افادیت کو واضح کرنا، خاص طور پر بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے۔

3. **بقائے باہمی کے اصول:**

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان پر امن بقائے باہمی کے اصولوں کو سمجھنا اور ان کا عملی نفاذ تجویز کرنا۔

4. **بین المذاہب ہم آہنگی:**

مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مکالماتی ماحول کو فروغ دینے کے لیے قرآن کی رہنمائی کا مطالعہ۔

5. **تعلقات کی مضبوطی:**

قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں نصاریٰ کے ساتھ عدل، حسن سلوک، اور انسانی بنیادوں پر تعلقات کو بہتر بنانے کے راستے تلاش کرنا۔

6. **معاصر مسائل کا حل:**

موجودہ سماجی اور مذہبی مسائل میں قرآنی مکالماتی تعلیمات کو بطور رہنمائی پیش کرنا۔

1۔ مکالمہ کا لغوی مفہوم

لفظ مکالمہ کا مادہ (ک ل م) مصدر ہے اور یہ ثلاثی مجرد کے باب کے وزن پر آتا ہے کلام اس کا مشتق ہے جس کا مطلب لفظ، بات ،جملہ، قصیدہ یا خطبہ ہے اور کلام کے معنی بات کے ہیں کلام کا لغوی معنی ہے "بات چیت" یا "گفتگو"۔ یہ اردو زبان کا لفظ ہے جو مختلف معانیوں میں استعمال ہوتا ہے، جیسے کہ بولی ہوئی بات، لفظی اظہار اس کے علاوہ یہ لفظ عربی زبان میں مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے، جیسے کہ الفاظ، بیانات، واقعات، اور مفہومات۔ اس سے ثلاثی مزید کالمہ، یکالمہ اور مکالمۃ الفاظ بنتے ہیں، جس سے مراد گفتگو کرنا ہے تاہم اس کا سب سے اہم مترادف جو قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے وہ ''حوار'' ہے۔ عربی، اردو اور انگریزی میں مکالمہ کے درج ذیل مفہوم بیان ہوئے ہیں۔

لسان العرب میں سہ حرفی لفظ کلام کا مفہوم اس طرح بیان ہوا ہے:

كلم: القرآنُ: كلامُ الله وكَلِمُ الله وكَلِماتُه وكِلِمته، وكلام1

لفظ: قرآن: خدا کا کلام، خدا کا کلام، اس کے الفاظ، اس کا کلام، اور اس کے الفاظ

اسی طرح معجم مقائیس اللغہ کے مطابق:

كلم: "الحديث" و"الإصابة"2

لفظ: بات کرنا اور زخمی کرنا

المفردات فی غریب القرآن کے مطابق:

كلم :الكَلْمُ: التأثير المدرك بإحدى الحاسّتين"3

بات کرنا تقریر: وہ اثر جو دو حواس میں سے کسی ایک سے محسوس ہوتا ہے ا

2-مکالمہ کا اصطلاحی مفہوم

جیسا کہ لفظ کلام اصطلاحی نقطہ نظر سے مختلف مقامات میں مختلف شکلوں اور مقامات میں استعمال ہوا ملتا ہے، جس سے ظلم کے مفہوم کی وسعت اور اس کے اطلاق کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس ضمن میں لغویین، اور اہل علم کے ہاں مختلف نکتہ نظر اور آرا پائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ:

الکامل فی اللغہ میں کلام کا مفہوم یوں مذکور ہے:

التحدث والتفاعل وقول الكلمات وتوضيح الكلام4

بات کرنا، باہمی انداز اپنانا، کلمات کہنا، بول کو واضح کرنا

اسی طرح ادب الکاتب میں کلام کی وضاحت ان الفاظ میں درج ہے:

(كَلمه) تكليما وَجه الحَدِيث إِلَيْهِ ومبالغة فِي كلم 5

(لفظ) اس کی طرف اشارہ کیا گیا تقریر اور ایک لفظ میں مبالغہ آرائی

قرآن مجید میں مکالمہ کے مترادف" محاورہ "اور "حوار" یعنی باہمی بات چیت، بحث و مباحثہ اور کلام کا لفظ استعمال کیا ہوا ملتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الکہف میں مذکور ہے:

"الغرض اس کے پاس میوے تھے، ایک دن اس نے باتوں ہی باتوں میں اپنے ساتھی سے کہا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار اور اسباب کے اعتبار سے بھی زیاد قوی ہوں"6

"اس کے ساتھی نے اس سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ کیا تو اس (معبود) سے کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفے سے پھر تجھے پورا آدمی بنا دیا"7

ایک اور جگہ سورۃ مجادلہ میں یوں تذکرہ ملتا ہے:

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال وجواب سن رہا تھا، بیشک اللہ تعالیٰ سننے دیکھنے والا ہے"(8)

احادیث میں حوار کا لفظ لوٹنے، پلٹنے اور منزل کی طرف ہونے کو آئے ہیں۔

ارشاد نبوی ہے:

"اور جس نے کسی آدمی کو کافر یا اللہ کا دشمن کہا اور وہ حقیقت میں ایسا نہ ہو تو وہ کلمہ اسی (کہنے والے) کی طرف لوٹے گا"9

قرآنی اعتقادی آیات مکالمات نصاریٰ

قرآن میں نصاریٰ کے ساتھ کئی پہلوؤں سے بحث مذکور ہے، مگر اعتقادی لحاظ سب سے نمایاں انداز میں ذکر کیا گیا ہے، جس میں نصاریٰ کے خود ساختہ باطل عقائد کی بیخ کنی اور حقیقت کی روشنی ملتی ہے، اس زمرے میں نصاریٰ کے عقائد کو مکالمہ کی شکل میں مختلف انداز میں عیاں کیا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۖ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ
يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ
أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحَانَهُ
عَمَّا يُشْرِكُونَ [10]

یہود کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ قول صرف ان کے منہ کی بات ہے۔ اگلے منکروں کی بات کی یہ بھی نقل کرنے لگے اللہ انہیں غارت کرے وہ کیسے پلٹائے جاتے ہیں ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے

تجزیہ:

ان آیات میں اللہ نے مومنوں کو مشرکوں، کافروں سے یہودیوں، نصرانیوں کی اعتقادی فطرت کو نہ صرف عیاں کیا ہے بلکہ ان سے جہاد کرنے کی رغبت دلائی ہے۔ کہ وہ اللہ کی شان میں کیسی گستاخیاں کرتے ہیں؟ دونوں اہل کتاب ہونے کے باجود نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے اللہ کی ذات پر کیسا جھوٹ باندھتے ہیں، یہود عزیر کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بتلاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور برتر و بلند ہے کہ اس کی اولاد ہو-ان لوگوں کو حضرت عزیرء کی نسبت جو یہ وہم ہوا اس کا قصہ تفاسیر کی کتب میں مفصل مذکور ہے، اس قصے کے اشکال پر بعض جاہلوں کے دل میں شیطان نے یہ وسوسہ ڈال دیا کہ آپ اللہ کے بیٹے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کو نصرانی اللہ کا بیٹا کہتے تھے ان کا واقعہ تو ظاہر ہے۔ پس ان دونوں گروہ کے مکالمہ اور ان کی غلط بیانی کو قرآن بیان فرمایا ہے کہ یہ ان کی صرف زبانی باتیں ہیں جو محض بے دلیل ہیں جس طرح ان سے پہلے کے لوگ کفر و ضلالت میں تھے یہ بھی انہی کے مرید و مقلد ہیں اللہ تعالیٰ انہیں لعنت کرے حق سے کیسے بھٹک گئے۔ اسی طرح چنانچہ مدینہ منورہ میں آپ اپنی قوم طے کے سردار تھے کہ وہاں آیت کے ذیل میں لفظ «اتَّخَذُوا» کی تلاوت ہو رہی تھی، کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء اور درویشوں کی عبادت نہیں کی؟، جس پر آپؐ نے فرمایا ہاں سنو ان کے کئے ہوئے حرام کو حرام سمجھنے لگے اور جسے ان کے علماء، اہل علم اور درویش حلال بتا دیتے اسے حلال سمجھنے لگے یہی ان کی عبادت اور پیروکاری تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عدی کیا تم اس سے منکر ہو کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے؟، کیا تمہارے خیال میں اللہ تعالیٰ سے بڑا اور کوئی ہے کیا تم اس سے انکار کرتے ہو کہ معبود برحق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں؟ کیا تمہارے نزدیک اس کے سوا اور کوئی بھی عبادت کے لائق ہے“؟

اس کی تائید اور مدلل وضاحت قرآن کی اس آیت سے بھی ثابت ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ
قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ 11

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ جنت میں یہود و نصاریٰ کے سوا اور کوئی نہ جائے گا، یہ صرف ان کی آرزوئیں ہیں، ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل تو پیش کرو

تجزیہ:

مذکورہ آیت میں اس بھی ان دونوں گروہوں کی انانیت، اعتقادی بگاڑ اور نفسانی خواہشات کی تردید کی گئی ہے کہ ان کی مرضی کیمطابق جنت کا حصول نہیں ہے بلکہ اللہ نے جو ضوابط مقرر کیے ہیں وہی اصل ہیں۔ یہاں پر یہودیوں اور نصرانیوں کے غرور کے بیان کا ذکر ہو رہا ہے کہ وہ اپنے سوا کسی کو کچھ بھی نہیں سمجھتے اور صاف کہتے ہیں کہ ہمارے سوا جنت میں کوئی نہیں جائے گا جیسا کہ سورۃ المائدہ میں ان کا ایک قول یہ بھی بیان ہوا ہے کہ (نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّـهِ وَأَحِبَّاؤُهُ)یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی اولاد اور اس کے محبوب ہیں، جس کے جواب اور تردید میں قرآن نے کہا کہ پھر تم پر قیامت کے دن عذاب کیوں ہو گا؟ اسی طرح کے مفہوم کے لبادے میں کہ ان کا اعتقادی دعویٰ یہ بھی تھا کہ ہم چند دن جہنم میں رہیں گے جس کے جواب میں ارشاد باری ہوا کہ یہ دعویٰ بھی محض بے دلیل ہے اسی طرح یہاں ان کے ایک دعویٰ کی تردید کی اور کہا کہ لاؤ دلیل پیش کرو، انہیں عاجز ثابت کر کے پھر فرمایا کہ ہاں جو کوئی بھی اللہ کا فرمانبردار ہو جائے اور خلوص و توحید کے ساتھ نیک عمل کرے اسے پورا پورا اجر و ثواب ملے گا، جیسا کہ اس آیت میں اس کی صریح نص موجود ہے:

فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ12

یہ اگر جھگڑیں تو ان سے کہ دو کہ میں اور میرے ماننے والوں نے اپنے چہرے اللہ کے سامنے متوجہ کر دیے ہیں

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پس اگر رہبانیت کا عمل گو خلوص پر مبنی ہو لیکن تاہم اتباع سنت نہ ہونے کی وجہ سے وہ مردود ہے ایسے ہی اعمال کی نسبت قرآن کریم کا ارشاد ہے:

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَاۗءً مَّنْثُوْرًا 13

اور انہوں نے جو جو اعمال کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا

یعنی انہوں نے جو اعمال کئے تھے ہم نے سب رد کر دیئے دوسری جگہ فرمایا کافروں کے اعمال ریت کے چمکیلے تودوں کی طرح ہیں جنہیں پیاسا پانی سمجھتا ہے لیکن جب اس کے پاس جاتا ہے تو کچھ نہیں پاتا۔

نصاریٰ کے اعتقادی نظریات کو قرآن نے یوں بھی مکالمہ کی شکل میں بیان کیا ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ 14

اور یہودیوں نے کہا نصاریٰ کسی چیز پر نہیں ہیں اور نصاریٰ نے کہا یہودی کسی چیز پر نہیں ہیں، حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں، اسی طرح ان لوگوں نے بھی جو کچھ علم نہیں رکھتے، ان کی بات جیسی بات کہی، اب اللہ ان کے درمیان قیامت کے دن اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

تجزیہ:

مذکورہ آیت کا نزول اور پس مظریوں ہے کہ ایک بار نجران کے عیسائیوں اور مدینہ منورہ کے یہودیوں کے علماء کی آپؐ کی خدمت میں حاضری ہوئی اور آپس میں حق پرست ہونے اور اہل کتاب کی سچائی میں بحث ہوگئی۔ بحث کے دوران دونوں نے دلائل کے انبار کیے۔ جس پر یہودی کہتے تھے کہ عیسائیوں کا دین کچھ نہیں اور عیسائی کہتے تھے کہ یہودیوں کا دین کچھ نہیں یعنی علم ہونے کے باوجود یہود و نصاریٰ نے ایسی جاہلانہ گفتگو کی حالانکہ انجیل جس کو نصاریٰ مانتے ہیں اس میں توریت اور حضرت موسیٰ کی نبوت کی تصدیق ہے اور توریت جس کو یہودی مانتے ہیں اس میں حضرت عیسیٰ کی نبوت اور ان تمام احکام کی تصدیق ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے۔ ان تمام حقائق کے باوجود نصاریٰ کے مشائخ اور رہبروں نے حقیقت کو گھڑ مڈ کر کے اصلی انجیل کو مسخ کر دیا۔ اگرچہ پہلے یہود و نصاریٰ دین حق پر قائم تھے لیکن پھر بدعتوں اور فتنہ پردازیوں کی وجہ سے دین ان سے چھن گیا اب نہ یہود ہدایت پر تھے نہ نصرانی۔ پھر فرمایا کہ نہ جاننے والوں نے بھی اسی طرح کہا اس میں بھی اشارہ انہی کی طرف ہے اور بعض نے کہا اس سے مراد یہود و نصاریٰ سے پہلے کے لوگ ہیں۔ پھر فرمایا کہ اختلاف کا فیصلہ قیامت کو خود اللہ تعالیٰ کرے گا جس دن کوئی ظلم و زور نہیں ہوگا اور یہی انداز دوسری جگہ بھی آیا ہے جیسا کہ سورۃ الحج میں ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوااِنَّ اللهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّ اللهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ 15

بیشک اہل ایمان اور یہودی اور صابی اور نصرانی اور مجوسی اور مشرکین ان سب کے درمیان قیامت کے دن خود اللہ تعالیٰ فیصلے کر دے گا، اللہ تعالیٰ ہر ہر چیز پر گواہ ہے

اس سے نصاریٰ کا مذہبی تعصب بھی عیاں ہوتا ہے۔ نصاریٰ کے اعتقادی تعصب کو بھی اللہ نے ذیل آیت میں مکالمہ کی طرز پر بیان کیا ہے:

وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَى اللهِ هُوَ الْهُدَىٰ مَا لَكَ مِنَ اللهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ16 وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ

آپ سے یہود و نصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے اور اگر آپ نے باوجود اپنے پاس علم آجانے کے، پھر ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے پاس آپ کا نہ تو کوئی ولی ہوگا اور نہ مددگار

تجزیہ:

آیت بالا کا مطلب یہ ہے کہ یہ نصاریٰ اعتقادی پیروی کی نسبت آپ سے کبھی راضی نہیں ہوں گے لہٰذا آپ بھی انہیں چھوڑ دین یعنی اتباع کو تردید کرکے رب کی رضا کے پیچھے لگ جائیں اور انہیں دعوت رسالت پہنچادیں۔ دین حق وہی ہے جو اللہ نے تجھے دیا ہے تو اس پر استقامت کے ساتھ پیروی کر۔ ان کے مذاہب اور یکجا ہونا متعدد آیت سے استدلال ہے کہ کفر ایک ہی مذہب ہے خواہ وہ یہود ہوں نصرانی ہوں یا کوئی اور ہوں اس لیے کہ ملت کا لفظ یہاں مفرد ہی رکھا جیسا کہ (لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ)یعنی تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے اس استدلال پر اس مسئلہ کی بنیاد ظاہر ہوتی ہے کہ مسلمان اور کفار آپس میں وارث نہیں ہوسکتے اور کفر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوسکتے ہیں گو وہ دونوں ایک ہی قسم کے کافر ہوں یا دو الگ الگ کفروں کے کافر ہوں، تاہم دین فطرت پر ایمان یہی لوگ رکھتے ہیں یعنی جو اہل کتاب اپنی کتاب کی سوچ سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں وہ قرآن پر ایمان لانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۤءَ مَا يَعْمَلُوْنَ 17

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ تورات وانجیل اور ان کی جانب جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے، ان کے پورے پابند رہتے تو یہ لوگ اپنے اوپر سے اور نیچے سے روزیاں پاتے اور کھاتے، ایک جماعت تو ان میں سے درمیانہ روش کی ہے، باقی ان میں سے بہت سے لوگوں کے برے اعمال ہیں

نصاریٰ کی اعتقادی حصلت اور روش کو ایک اور انداز میں یوں بیان کیا ہے:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًافَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ18

اے اہل کتاب جب تک تم تورات وانجیل کو اور جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اترا اس کو قائم نہ کرلو تب تک تم کسی چیز پر نہیں ہو۔ جب تک کہ تورات وانجیل کو اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی سے طرف اتارا گیا ہے قائم نہ کرو، جو کچھ آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے اترا ہے وہ ان میں سے بہتوں کو شرارت اور انکار میں اور بھی بڑھائے گا ہی، تو آپ ان کافروں پر غمگین نہ ہوں

اس آیت سے صریح ظاہر ہوتا ہے کہ نصاریٰ کا تسلیم اور قائم کرنا مستلزم ہے کہ تم اس میں جو ہے اسے سچا جانو اور اس میں آپ ؐ کی تابعداری کا حکم آپ کی اتباع کی رغبت سب کچھ موجود ہے۔ جیسا کہ:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ 19

فرمایا جو لوگ نبی امی کی تابعداری کرتے ہیں کا ذکر اور تصدیق اپنی کتاب توراۃ وانجیل میں بھی لکھا پاتے ہیں

ایک اور جگہ اس کی تائید اس آیت سے ثابت ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا وَيَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ رَبِّنَآ اِن كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولاً 20

کہہ دیجئیے! تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے ان کے پاس تو جب بھی اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے، ہمارے رب کا وعدہ بلاشک وشبہ پورا ہو کر رہنے والا ہی ہے

ایک اور جگہ یوں تذکرہ ہے:

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِن قَبْلِهِ هُم بِهِ يُؤْمِنُونَ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ21

جنہیں ہم نے اس سے اگلی کتاب دی ہے وہ بھی اس پر ایمان لاتے ہیں اور ان پر یہ پڑھی جاتی ہے تو اپنے ایمان کا اقرار کر کے کہتے ہیں ہم تو پہلے ہی سے ماننے والوں میں ہیں انہیں ان کے صبر کا دوہرا اجر دیا جائے گا یہ لوگ برائی کو بھلائی سے ہٹاتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے دوسروں کو دیتے ہیں

اسی طرح ارشاد ہے:

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ 22

یہ کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ بن جاؤ تو ہدایت پاؤ گے۔ تم کہو بلکہ صحیح راہ پر ملت ابراہیمی والے ہیں، اور ابراہیم خالص اللہ کے پرستار تھے اور مشرک نہ تھے

تجزیہ:

اللہ وحدہ لا شریک ہے اللہ تعالیٰ نصاریٰ کے اعتقادی کفر کو بیان فرماتا ہے کہ انہوں نے اللہ کی مخلوق کو الوہیت کا درجہ دے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ شرک سے پاک ہے، قرآن نے اس کی صریح الفاظ میں مذمت اور وحدانیت کا اقرار موجود ہے، تمام چیزیں اس کی محکوم اور مقدور ہیں، ہر چیز پر اس کی حکومت اور ملکیت ہے۔ کوئی نہیں جو اسے کسی ارادے سے دور رکھ سکے، کوئی نہیں جو اس کی مرضی کے خلاف لب کشائی کی جرأت کر سکے۔ عیسیٰؑ، ان کی والدہ اور روئے زمین کی تمام مخلوق کا موجد و خالق وہی ہے۔ سب کا مالک اور سب کا حکمران وہی ہے۔ جو چاہے کر گزرے کوئی چیز اس کے اختیار سے باہر نہیں، اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا، اس کی سلطنت و مملکت بہت وسیع ہے، اس کی عظمت، عزت بہت بلند ہے، وہ عادل و غالب ہے۔ جسے جس طرح چاہتا ہے بناتا بگاڑتا ہے، اس کی قدرتوں کی کوئی انتہاء نہیں.

جب کہ یہود و نصاریٰ اعتقادی لحاظ کیا عزائم رکھتے ہیں، قرآن نے اس کی وضاحت یوں کی ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم بَلْ أَنتُم بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ23

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ پھر تمہیں تمہارے گناہوں کے باعث اللہ کیوں سزا دیتا ہے؟ نہیں بلکہ تم بھی اس کی مخلوق میں سے ایک انسان ہو وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے عذاب کرتا ہے، زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے

تجزیہ:

نصرانیوں کی تردید کے بعد اب یہودیوں اور نصرانیوں دونوں کی تردید ہو رہی ہے کہ انہوں نے اللہ پر ایک جھوٹ یہ باندھا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں، ہم انبیاء کی اولاد ہیں اور وہ اللہ کے قریبی فرزند ہیں۔ اہل کتاب اپنی کتاب سے نقل کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسرائیل علیہ السلام کو کہا ہے (أَنْتَ ابْنِي بِكْرِي) پھر تاویلیں کر کے مطلب الٹ پلٹ کر کے کہتے کہ جب وہ اللہ کے بیٹے ہوئے تو ہم بھی اللہ کے بیٹے اور عزیز ہوئے حالانکہ خود ان ہی میں سے جو صاحب دین تھے وہ انہیں سمجھاتے تھے کہ ان تاویلات سے صرف بزرگی ثابت ہوتی ہے، قرابت داری نہیں۔ اسی معنی کی آیت نصرانی اپنی کتاب سے نقل کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ ءنے فرمایا (إِنِّي ذَاهِبٌ اِلٰى اَبِيْ وَاَبِيْكُمْ) اس سے مراد بھی اصل باپ نہ تھا بلکہ ان کے اپنے جملے میں اللہ کیلئے یہ لفظ بھی آتا تھا۔ پس مطلب اس کا یہ ہے کہ میں اپنے اور تمہارے رب کی طرف جا رہا ہوں اور عبادت کا مفہوم واضح بتا رہا ہے کہ یہاں اس آیت میں جو نسبت حضرت عیسیٰ ء کی طرف ہے، وہی نسبت ان کی تمام امت کی طرف ہے لیکن وہ لوگ اپنے باطل عقیدے میں عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ سے جو نسبت دیتے ہیں، اس نسبت کا اپنے اپنے اوپر اطلاق نہیں مانتے۔ پس یہ لفظ صرف عزت و وقعت کیلئے تھا۔

اعتقادی بگاڑی کے تناظر میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ تعلق کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ24

تم میں سے جو بھی ان میں کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا دشمن اسلام سے دوستی منع ہے

دشمنان اسلام یہود و نصاریٰ سے دوستیاں کرنے کی اللہ تعالیٰ ممانعت فرما رہا ہے اور فرماتا ہے کہ وہ تمہارے دوست ہرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ تمہارے دین سے انہیں بغض و عداوت ہے۔ ہاں اپنے والوں سے ان کی دوستیاں اور محبتیں ہیں۔ میرے نزدیک تو جو بھی ان سے دلی محبت رکھے وہ ان ہی میں سے ہے۔

تجاویز و سفارشات:

1. مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان مکالماتی مجالس کے انعقاد کو فروغ دیا جائے تاکہ بہتر تفہیم اور ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔
2. قرآنی آیات کی روشنی میں بین المذاہب ہم آہنگی کے اصولوں پر تربیتی پروگرامز کا انعقاد کیا جائے۔
3. نصاریٰ کے عقائد پر تنقید کے بجائے مثبت اور تعمیری گفتگو کی روایت کو فروغ دیا جائے۔

4. تعلیمی نصاب میں قرآنی مکالماتی آیات کی اہمیت کو شامل کیا جائے تاکہ طلباء کو دیگر مذاہب کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کرنے کی ترغیب دی جاسکے۔
5. معاصر مسائل کے تناظر میں قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ایک تحقیقی پلیٹ فارم تشکیل دیا جائے جو بین المذاہب تعلقات پر کام کرے۔

خلاصہ کلام:

مکالمات نصاریٰ کے تجزیہ اور عمیق کھوج کے بعد یہ عیاں ہوتا ہے کہ مکالمات بنیادی طور پر کسی موضوع پر دو فریقین کے درمیان اساسی نکات کے دلائل وہ مجموع کلام ہے جس کا حاصل اصل مدعا تک رسائی ہے جو مطلوب موضوع ہوتا ہے۔ مکالمات ہی وہ عمل ہے جس میں دو یا دو سے زیادہ فریقن آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔ اس کے ذریعے فریقین اپنے اساسی عقائد خیالات، تجربات، خواہشات، علم، اور مختلف موضوعات پر باہمی گفت وشنید اور اظہار کرتے ہیں جس سے ایک دوسرے کے افکار و ہم آہنگی کے راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو نہ صرف سمجھنے میں مدد ملتی ہے بلکہ اس سے مسائل کا حل بھی تصفیہ انداز میں حل بھی ممکن بن جاتا ہے۔ جو معاصری تکثیری معاشرے کی روایات اور سماجی استحکام کے لیے ضروری ہے۔

حوالہ جات

1۔ ابن منظور، **لسان العرب**، (ادار صادر، بیروت، لبنان)، ۶/ ۲۷۵۶
2۔ احمد ابنفارس القزوینی، **مجمع مقائیس للغتہ**، (دار الجبل، بیروت، لبنان) ۵/ ۲۶۶۱
3۔ راغب الصفہانی، **المفردات فی غریب القرآن**، (دار لعلم والحکمہ دمشق) ص ۹۴۱
4۔ المبرد، **الکامل فی اللغہ**، (دار احل الکوثر، کویت)، ۳/ ۷۷۰
5- ابن قتیبہ، **ادب الکاتب** (دار الفکر اسلامی، کیرو، مصر، ۱۹۸۱) ص ۳۹۱
6۔ سورۃ الکہف 18:34-
7۔ سورۃ الکہف 18:37-
8۔ سورۃ المجادلہ 58:1-
9۔ محمد بن مسلم، **جامع مسلم**، (ریاض، دار السلام، کتاب الایمان) ۱۱۲
10۔ سورۃ التوبہ 9:30-
11۔ سورۃ البقرہ 2:111-
12۔ سورۃ عمران 3:20-
13۔ سورۃ الفرقان 25:23-
14۔ سورۃ البقرہ 2:18-
15۔ سورۃ الحج 22:17-
16۔ سورۃ البقرہ 2:88-

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

17۔سورۃالمائدۃ5:66-

18۔سورۃالمائدۃ5:68-

19۔سورۃالاعراف157:7-

20-سورۃالاسراء15:107

21-سورۃالقصص:28:52

22-سورۃالبقرہ2:135-

23-سورۃالمائدہ5:18-

24-سورۃالمائدہ51: 5-